اسلام میں خواتین کا مقام اور کردار

تحریر: ڈاکٹر شجاعت علی کریمی[1]

چکیدہ:

انسانی معاشرے کا ایک نا قابل انکار اکائی اور فرد عورت ہے خاندانی اور معاشرتی زندگی کو قائم رہنے میں جہاں مرد کی ضرورت ہے وہاں عورت کی بھی برابر ضرورت ہے۔ ان دونوں کے باہمی اشتراک سے معاشرتی زندگی تشکیل پاتی ہے اور گھریلو اور خاندانی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اس مشترک اور خاندانی زندگی میں خواتین کا کردار قرآنی طرز زندگی کو زندہ کرنے اور ترویج دینے میں کیا ہے؟

صنف نسوانیت کو انسانی معاشرہ خصوصا مغرب نے جس انداز میں پیش کیا ہے کہ جس کے ذریعے معاشرے میں خواتین کی پہچان ہوتی ہے اس کے تناظر میں یہ موضوع بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے لہٰذا یہ بات قابل غور ہے کہ اسلام کی طرف سے خواتین کو دی گئی حیثیت کی روشنی میں قرآنی طرز زندگی کو قائم کرنے اور نافذ العمل کرنے میں خواتین کیا کردار ادا کر سکتی ہیں؟

یہ مقالہ حقیقت میں ذہنی سطح پر اٹھنے والے مختلف نوعیت کے سوالوں کا جواب ہے جسے مستند اور مدلل طریقے سے تحریر میں لانے کی کوشش اور یہ باور کرانا ہے کہ قرآن نے خواتین کے مقام و مرتبہ کی نہ صرف تاکید کی ہے بلکہ مختلف مواقع اور ابعاد میں خواتین کو قابل رشک کی گئی ہے۔ عظیم درجات سے نوازا ہے۔اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے لئے دو مطلب سامنے آتے ہیں: ا۔ ا اسلام کا خواتین کے لئے خاص مقام کا قائل ہونا ۲۔ خواتین کے لئے اہم کردار کا حاصل ہونا۔ انسان سازی اور معاشرہ سازی عورتوں کی تربیت سے ہی وابستہ ہے۔ معاشرے کی شقاوت اور سعادت میں عورتوں کا کردار ہے ۔خواتین مردوں کے لئے باعث سکون اور طمانیت قلبی ہے ۔معاشرے کی بنیاد گزاری اور معماریت میں خواتین کا کردار ہے۔خواتین، معاشرتی زندگی کو تحقق بخشنے کے ساتھ تعلیمات دین کی تکمیل، ایمان اور عبادت کی بلندیوں تک پہنچنے میں مثبت کردار ادا سکتی ہیں۔ تربیت یافتہ خواتین معاشرے میں فکری، علمی ، اخلاقی اور اجتماعی اعتبار سے مختلف مراحل میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

کلیدی الفاظ: اسلام، خواتین کا مقام، خواتین کا کردار۔

---

[1]۔ اسلامک ریسرچ اسکالر، پی۔ایچ۔ڈی، شعبہ فقہ تربیتی، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی ایران
Shujaatali۸۸۷@gmail.com

مقدمہ:

انسانی زندگی کے تین اہم مراحل ہوتے ہیں؛آغاز، یعنی کائنات کی اس پیچیدہ دنیا میں قدم رکھنا۔ اختتام یعنی دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کرنااور تیسرا مرحلہ، آغاز اور پایان کے درمیان کا ہے۔یعنی عملی زندگی کا اگرچہ آغاز اور پایان انسان کے اختیار میں نہیں ہے لیکن درمیانی حصہ اس کے اختیار میں ہے اس کی بھی دوصورتیں ہوسکتی ہیں :ایک زندگی گزارنااور زندگی کیسے گزارنی ہے؟

قابل غور بات یہ ہے کہ انسان مختار اور باشعور ہونے کے ناطے اسے کس طرز کی زندگی کرنی چاہئیے؟چونکہ زندگی کے مختلف طریقے اور سلیقے ہوتے ہیں ان میں سے کس طرز زندگی کو اپنایا جائے کہ جس کے نتیجے میں انسان کی زندگی، کامیابی، سعادت اور ہدایت سے سرشار ہو جائے۔

کلی طور پر طرز زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے الہی طرز زندگی اور حیوانی طرز زندگی ہر ایک کی اپنی تعریف اور اپنی خصوصیات ہیں۔ اسلامی اور قرآنی طرز زندگی سے مراد یہ ہے کہ معاشرے میں انسان اس طرح سے زندگی گزارلے کہ اس کی زندگی سراپاقرآن بن جائے اس کا کردار قرآن کے پیکر میں تبدیل ہو جائے اس کا سلوک قرآن کی عملی تفسیر بن جائے اس کی چال چلن قرآن کا آئینہ دار ہو۔قرآن کریم کی تعلیمات کو اگر قواعد اور حروف کی صورت میں اتارا جائے تو قرآن صامت بن جائے جبکہ اسے انسانی عملی اور عائلی زندگی میں اتارا جائے تو قرآن ناطق کی صورت میں آشکار ہو جائے۔انسانی افکار، گفتار اور کردار قرآن کی ترجمانی اور تفسیر کرے۔اس صورت میں انسان ذہنی، زبانی اور عملی دنیا میں قرآن کا حقیقی نمائندہ بن سکتا ہے اور دنیا میں جہاں اس کا وجود ہوگا وہاں قرآن اس کی گواہی دے رہا ہوگا۔حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے : (و الله و الله فی القرآن لا یسبقکم بالعمل به غیرکم)؛[1] خدارا خدارا قرآن کے بارے میں فکر مند رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن پر عمل کرنے میں دوسرے تم پر بازی لے جائے۔

اس مقالہ میں آیات قرآن کی روشنی خواتین کے مقام اور کردار کو مستند اور مدلل طریقے سے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہٰذا دیکھنا یہ ہوگا کہ اسلام نے خواتین کو کیا مقام ورتبہ دیا ہے اور ان سے کس کردار کی معاشرے میں توقع رکھی گئی ہے۔ دوسرے الفاظ میں قرآنی طرز زندگی کو قائم کرنے اور نافذ العمل کرنے میں خواتین کیا کردار ادا کرسکتی ہیں؟ ترتیب منطقی کے پیش نظر اس مقالہ میں خواتین کے مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآنی طرز زندگی کے حصول میں ان کا اہم کردار کیا ہے بیان کیا جائے گا۔

الف۔ اسلام میں خواتین کا مقام

حیثیت اور کردار کے درمیان گہرا تعلق پایا جاتا ہے جیسی حیثیت ہوگی ویسا رول ہونا چاہئے پہلا سوال یہ ہے کہ اسلام نے خواتین کو کس مقام سے نوازا ہے اسلام نے شروع ہی سے نظریاتی اور عملی دونوں اعتبار سے خواتین کو جس مقام اور منزلت سے نوازا ہے اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ معنوی کمالات اور درجات کے حصول میں مرد اور عورت دونوں صفات الہی کے مظہر بن سکتے ہیں۔ مقالے کی تنگدامنی کے پیش نظر یہاں خواتین کے مقام ومنزلت کے حوالے سے کچھ نکات پیش کئے جاتے۔

---

[1]۔ دشتی، محمد، نہج البلاغہ، ج۲، ص۲۸۶۔

۱۔خدا کے تذکرے کے ساتھ خواتین کا تذکرہ

قرآنی متعدد آیات میں خواتین کا تذکرہ ہوا ہے۔ مختلف زوایے سے خواتین کا تذکرہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین کا مقام اسلام میں غیر معمولی ہے۔

۱-۱۔ اطاعت کا مقام اور خواتین کا تذکرہ

قرآن نے انسان کی خلقت کا فلسفہ عبادت قرار دیا ہے۔« وَ ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُون» [۱] ؛ اور میں نے جن وانس کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔کلمہ (الا) کے ذریعے خلقت کا مقصد صرف عبادت پر منحصر کر دیا گیا ہے یعنی انسان کی تمام سر گرمیاں صرف اللہ کی عبادت پر منحصر ہوں ایک بار پھر سورہ اسراء میں اس مطلب کی تاکید ہوتی ہے کہ انسان فقط اور فقط اللہ کی عبادت کرے لیکن یہاں اللہ کے ساتھ جس ہستی کا تذکرہ کیا کہ انسان اس کے سامنے کس طرح سے پیش آنا چاہئے اس میں ماں کا تذکرہ ملتا ہے جہاں خدا کی اطاعت مقصد خلقت ہے وہاں ماؤں کے ساتھ حسن سلوک بھی مقصد خلقت قرار پایا ہے کیونکہ یہ بھی عین اطاعت ہے اگر عظمت مقام خدا کا لازمہ پرستش ہے تو عظمت مقام ماں کا لازمہ حسن سلوک ہے۔ «وَ قَضى رَبُّکَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِيَّاهُ وَ بِالْوالِدَيْنِ إِحْساناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْكِبَرَ أَحَدُهُما أَوْ كِلاهُما فَلا تَقُلْ لَهُما أُفٍّ وَ لا تَنْهَرْهُما وَ قُلْ لَهُما قَوْلاً كَريما» [۲]؛تیرے رب نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے خدا کے اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس ہوں اور بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا بلکہ ان سے عزت و تکریم کے ساتھ بات کرنا۔

۱-۲۔ : خدا کے ساتھ ماں کا شکر

بے شمار نعمتیں باعث بنتی ہیں کہ منعم کا شکر کیا جائے ماں بھی خدا کی طرف ایک عظیم نعمت ہونے کے ساتھ ساتھ نعمت رسانی کا ایک بے مثال ذریعہ بھی ہیں لہٰذا شکر خدا کے ساتھ ماں کو بھی شکریے کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ «وَوَصَّيْنَا الْإِنْسانَ بِوالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلى وَهْنٍ وَ فِصالُهُ فی عامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لی وَ لِوالِدَيْکَ.. » [۳]

۱-۳۔ اف تک کہنے کی اجازت نہ ہونا

اگر خدا کے سامنے جرئت اور جسارت کا اظہار نہ کرنا اس کی لاریب عظمتوں کا تقاضا ہے تو ماؤں کے حضور اف تک کی بھی اجازت نہ ہونا ان کو خدا کی طرف سے عطا شدہ عظمتوں کا لازمہ ہے انسان کو کسی بھی صورت میں حق نہیں کہ کمترین دل دکھانے والے الفاظ بھی زبان پر جاری کرے۔« فَلَا تَـقُلْ لَّهُمَااُفٍّ وَّلَاتَنْهَرْهُمَاوَقُلْ لَّهُمَاقَوْلًا كَرِيْمًا» [۴] .

---

[۱]۔ذاریات، ۵۶۔

[۲]۔اسراء، ۲۳۔

[۳] ۔لقمان، ۱۴۔

[۴]۔اسراء، ۲۳۔

۲۔ صاحبان عزم اور عظیم ہستیوں کے تذکرے کے ساتھ خواتین کا تذکرہ

کائنات کی اس دھرتی پر کچھ ہستیاں ایسی ہیں جن کو خصوصی طور پر خالق کی طرف سے رسالت اور نبوت کا عظیم مقام عطا کیا گیا ان میں سر فہرست انبیاء الٰہی ہیں ان پاک ہستیوں نے خدا کی طرف سے معاشرہ سازی کا ہدف لیکر پختہ عزم کے ساتھ اس دھرتی پر قدم رکھا اور جہاں اس تحریک کی کامیابی میں انبیاء علیہم السلام پیش قدم ہیں وہاں خواتین بھی نظر آتی ہیں ازواج کی اہمیت ان کے کردار کے پیش نظر خدا کی نگاہ میں اہم تھی لہٰذا انبیاء کے ساتھ ان کا بھی تذکرہ ہوتا ہے۔« وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا» [۱]؛ تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے ازواج سے نوازا۔

نبیوں میں کچھ ایسے نبی بھی ہیں جن کو خاص منزلت حاصل ہے جنہیں انبیائے اولوالعزم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان کا مقام اور کردار دونوں خاص اہمیت کے حامل ہیں ان بے مثال ہستیوں کے ضمن میں خواتین کا تذکرہ کیا جانا ان کی عظیم حیثیت اور اونچی منزلت کی واضح دلیل ہے۔ حضرت حوا، حضرت ہاجرہ، حضرت موسی علیہ السلام کی ماں، بہن اور ہمسر، حضرت مریم، حضرت بلقیس سلام اللہ علیہم اور اسی طرح حضرت خدیجہ، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا اور دیگر خواتین کا اسلامی تعلیمات میں ایک خاص حیثیت کے ساتھ ذکر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین کا مقام و مرتبہ نہایت اہم اور نمایاں ہے۔

۳۔ خواتین اور ماں کی منزلت

خواتین کی دیگر خصوصیات اور امتیازات میں سے جس نے انہیں ایک انسانی اور رحمانی مقام عطا کیا ہے وہ ماں کی منزلت ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: «وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسانَ بِوالِدَيْهِ إِحْساناً حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهاً وَ وَضَعَتْهُ كُرْهاً وَ حَمْلُهُ وَ فِصالُهُ ثَلاثُونَ شَهْراً ...» [۲] اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ پر احسان کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے تکلیف سہکر اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور تکلیف اٹھا کر اسے جنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگ جاتے ہیں. اس آیت میں ماں کے حقوق جاننے کی ضرورت بیان کی گئی ہے اور تین اہم باتوں پر زور دیا گیا ہے:

الف۔ حمل کے دوران: اس آیت میں قرآن پاک نے حمل کے دوران ماؤں کی تکالیف اور تلخیوں کا ذکر کیا ہے۔« حَمَلَتْهُ اُمُّهُ كُرْهاً»

ب۔ وضع حمل: : اس آیت کے مطابق مائیں حمل کے دوران بہت سختی اور تکالیف برداشت کرتی ہیں۔ «وَضَعَتْهُ كُرْهاً»

ج۔ دودھ پلانے کی مدت: دودھ پلانے کی طویل مدت ماؤں کی زندگی کا ایک اور مشقت والا مرحلہ ہے جس پر اس آیت میں زور دیا گیا ہے۔ «حَمْلُهُ وَفِصالُهُ ثَلاثُونَ شَهْراً»

مختلف زاویے سے قرآن اور احادیث میں ماں کو مورد توجہ قرار دینا اس کی بے مثال حیثیت کی نشانی ہے جیسا کہ حدیث میں اشارہ ہوتا ہے۔ «الجنۃ تحت اقدام الامہات» [۳]؛ جنت ماؤں کے پاؤں تلے ہے۔ جنت کے بارے میں خداوند متعال کا فرمانا ہے: «اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرى مِنَ

---

[۱]۔ رعد، ۳۸۔

[۲]۔ احقاف، ۱۵۔

[۳]۔ محمد باقر مجلسی، ملاذ الاخیار فی فہم تہذیب الاخبار، ج۱۶، ص۲۳۶۔

الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسهُمْ وَاَمْوَالهمْ بِاَنَّ لهُمُ الْجَنَّةَ »[1]؛ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنین سے ان کے نفس اور مال کو جنت کے بدلے میں خریدا ہے۔

عام طور پر انسان جان کی خاطر ہر چیز سے گزرتا ہے لیکن حصول جنت کے لئے جان سے بھی گزرنے کی ضرورت ہے جنت وہ بے مثال مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کی آرزوئیں پوری ہوتی ہیں۔ «وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ» [2]؛ وہاں جو کچھ تم چاہو گے ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہوگی۔ متعلقات دنیا مختلف محدودیت کی چار دیواری میں محدود ہے کوئی ایسی جگہ میسر نہیں جہاں انسانوں کے خوابوں کی عملی تعبیر ہو سکے۔ لیکن آخرت وہ مقام ہے جہاں مختلف لذتوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے ایسی بے مثال جگہ کا حصول کیسے ممکن ہوگا؟ قرآن کا عملی اصول ہے کہ جنت کے حصول کی راہ میں اپنے سے گزرنا پڑے گا اور اس راہ میں اطاعت اور سختیوں کے کٹھن اور لذت بخش مراحل طے کرنا ہوں گے اس کے بغیر جنت کا حقدار نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ ہستی جس کے مقام اور منزلت کے سامنے جنت کی حیثیت قابل موازنہ نہیں وہ ماں ہے اسے اتنی بلندی عطا ہوئی کہ جس کے پاوں تلے جنت رکھی گئی ہے۔

ب: اسلام میں خواتین کا کردار

اسلامی تعلیمات میں خواتین کی اہمیت کے اجاگر ہونے سے دو مطلب سامنے آتے ہیں: ا۔ اسلام کا خواتین کے لئے خاص مقام کا قائل ہونا ۲۔ خواتین کے لئے اہم کردار کا حاصل ہونا۔ اگر منزلت کی عطائی کے ساتھ کردار ادا کرنے کی گنجائش نہ ہوتی اور خواتین کردار ادا کرنے سے عاجز ہوتی تو اس قدر اہمیت کے ساتھ انہیں خاص مقام عطا کرنا حکمت اور عقل بشر کے برخلاف ہے۔ یہاں خواتین کے عظیم کردار کے حوالے سے کچھ نکات پیش کئے جاتے۔

ا۔ ذکر لازم ارادہ ملزوم

اگر حدیث میں جنت کو ماؤں کے پاؤں تلے قرار دیا ہے۔ الجنہ تحت اقدام الامہات۔ [3] تو اس سے کوئی خاص مراد ہو سکتی؟ جنت کا پاؤں تلے ہونا صحیح تربیت کا لازمہ ہے بچوں کا جنتی ہونا ماؤں کی تربیت کا اثر ہے؛ ماؤں کی تربیت باعث بن جاتی ہے کہ بچے اس لائق بن جائے کہ وہ حقیقی جنت پانے سے پہلے اسی دنیا میں ہی جنتی ہو جائے اور دنیوی زندگی کو جنتی زندگی میں تبدیل کرے۔

اسی طرح سے اگر قرآن نے ماؤں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے (و بالوالدین احسانا) تو اس کا لازمہ یہ ہے کہ نہ فقط ماں کو مقام حاصل ہے بلکہ ایسی منزلت کی مالک ماں، اہم کردار بھی ادا کر سکتی ہے، یہ ہستیاں زمین پر خدا کے نمائندے ہیں اولاد کی ذمہ داری ہے کہ ان کے سامنے زانوئے ادب ٹیک کر ان سے علمی اور عملی رہنمائی حاصل کریں۔

---

[1]۔ توبہ، ۱۱۱۔

[2]۔ فصلت، ۳۱۔

[3]۔ محمد باقر مجلسی، ملاذ الاخیار فی فہم تہذیب الاخبار، ج16، ص236۔

۲۔خواتین اور سکون کا حصول

اللہ تعالیٰ نے کئی آیات میں عورتوں کو باعث تسکین قرار دیا ہے اور خواتین کا مردوں کے لئے باعث تسکین ہونے کو اپنی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے۔[۱] انسانوں کو جہاں خوراک اور لباس کی ضرورت ہے وہاں سکون اور آرام کی بھی ضرورت ہے سکون کے سائے میں انسان بغیر خوراک کے بھی زندگی خوش گواری سے گزار سکتا ہے لیکن سکون اور امنیت کے بغیر ممکن ہے زندہ رہے مگر زندگی اس کے لئے کڑوی بن کر رہ جائے۔
اس وقت انسانی معاشرہ جس موڑ پر آکر کھڑا ہے دہشتگردی، ناامنی اور بے سکونی کے علاوہ انسان کے ہاتھوں اسے کچھ نہیں مل رہا ہے جب کہ سکون اور آرام انسانی فطری تقاضے ہیں دنیا والے ایک طرف آرام وسکون کا ماحول پیدا کرنے کے لئے مختلف لائحہ عمل پیش کرتے ہیں تو دوسری طرف سے سکوں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں قرآن نے چودہ سوسال پہلے اس مسئلہ کو مورد توجہ قرار دیا تھا جب کہ دنیا والے اپنے ہاتھوں اسی نکتے کو مورد حملہ قرار دیتے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ اسے سکون میسر ہو؟
خدا نے اپنی کتاب میں خواتین کے وجود کو بعنوان زوج اور ازواج قرار دیکر انہیں سکون کی مالک قرار دیا تاکہ خواتین کی عظمت کو اجالا کیا جائے اور ان کی عملی حیثیت کا تعارف پیش کیا جائے۔ اللہ نے خواتین کا مردوں کے لئے باعث تسکین اور راحت ہونے کو اپنی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے۔« وَ مِنْ آیاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْواجاً لِتَسْكُنُوا إِلَيْها وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَ رَحْمَةً إِنَّ فی ذلِکَ لَآیاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُون»[۲]؛اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔یقینا اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ «هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا»[۳]؛وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے سکون حاصل کرے۔خواتین کی خلقت کا فلسفہ یہ نہیں ہے کہ ان کو کھلونے کے طور پر استعمال کیا جائے اور ان کو ہوس کی آگ بجھانے کا ذریعہ قرار دیا جائے خدائے حکیم نے ان کو بلند اور مقدس مقصد کی تکمیل کے واسطے خلق فرمایا ہے۔
انسانوں کا الہی معاشرے میں تبدیل ہو کر امت واحدہ کی منزل پر آنے کا آغاز گھریلو زندگی سے ہوتا ہے اور اس زندگی میں سکون آور آرام ماؤں کی آغوش سے ہی حاصل ہوتا ہے جیسی مستحکم اور پر سکون گھریلو زندگی ہو گی ویسی ہی مستحکم اور پر سکون معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے۔
سکون کا راز خواتین کے وجود میں پوشیدہ ہے ان سے قربت کی صورت میں انسان کی مشترکہ اور گھریلو زندگی پر سکون کا سایہ افگن ہو گا اور ایسے گھرانوں سے پر سکون معاشرہ جنم لے سکتا ہے۔

۳۔ تکمیل ایمان اور خواتین کا کردار

خواتین کی ضرورت کو صرف رفع شہوت میں منحصر کرنا افکار جاہلیت کی نشانی ہے جس کے برخلاف، اسلام میں خواتین کی خلقت ایک مقدس ہدف کے حصول اور اس کی تکمیل کے لئے ہوئی ہے خواتین، معاشرتی زندگی کو تحقق بخشنے کے ساتھ تعلیمات دین کی تکمیل، ایمان اور

---

[۱]۔روم، ۲۱۔
[۲]۔روم، ۲۱۔
[۳]۔اعراف، ۱۸۹۔

عبادت کی بلندیوں تک پہنچنے میں اہم مثبت کردار ادا سکتی ہیں انسان کی خلقت کا مقصد اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک خواتین کو اپنی زندگی کا حصہ نہ بنایا جائے پیغمبر اکرم سے مروی ہے :(مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدْ أَحْرَزَ نِصْفَ دِينِهِ، فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي) [1]؛ جو شادی کرتا ہے گویا اس نے نصف ایمان محفوظ کر لیا ہے پس اسے چاہئے کہ اس کی تکمیل تقوی الہی سے کرے۔ شادی باعث بن جاتی ہے کہ انسان کا دین محفوظ ہو جائے شادی کی وجہ سے انسان فردی اور اجتماعی بہت سارے گناہوں سے خود اور معاشرے کو بچا سکتا ہے۔

۴۔ عظیم منزلت عظیم مسئولیت

کائنات کا سب سے بڑا عہدہ اور مقام جو انسانوں کو عطا ہوا ہے نبوت اور امامت کا عہدہ ہے۔ خدا کی طرف سے یہ بے مثال مقام انبیاء اور ائمہ علیہ السلام کو عطا ہوا۔ مقام نبوت اور امامت کے پیش نظر جو ذمہ داری انہیں سونپی جاتی ہے وہ بھی اپنی عظمت میں بے مثال ہے کائنات کا کوئی دوسرا موجود اس قابل نہیں جو اسے نبھا سکے اور ان ہستیوں کے لئے بھی اس سے بڑھ کر کوئی باعث افتخار اور شرف عمل نہیں جس کا کسی اور سے موازنہ کیا جائے۔ متضاد اور مختلف آرزؤں کے مالک، پیچیدہ اور مختلف پہلوؤں سے ترکیب یافتہ موجود کی اس طرح تربیت ہو جائے کہ اس کی مختلف اور متعدد آرزو ایک آرزو میں تبدیل ہو جائے علمی، فکری اور اخلاقی طور پر ایسی تربیت ہو جائے کہ جس کے نتیجے میں وہ جمادی، نباتی اور حیوانی دنیا سے نکلتے ہوئے فرشتوں سے آگے نکل جائے ظاہر کا انسان باطن کا فرشتہ بن جائے تمام گناہوں سے آلودہ ہونے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود اس طرح سے جہاد اکبر کے میدان میں تربیت پائے کہ صراط مستقیم پر تاک بیٹھے ہوئے دشمنوں پر غالب آئے اور عصمت کی منزل پر فائز ہو جائے۔ لہٰذا انسان سازی اور معاشرہ سازی وہ عظیم اور قابل افتخار ذمہ داری ہے جس کی انجام دہی کے لئے الہی بارگاہ میں تربیت شدہ ہستیاں انسانی معاشرے میں قدم رکھتی ہیں اور تربیتی پایان ناپذیر تحریک کا آغاز کرتی ہیں۔

اگر اسلامی تعلیمات میں خواتین کو ماں کے عظیم مقام سے نوازا گیا ہے تو انہیں سنگین ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے گھریلو زندگی میں اس وقت یہ ماں ماں بن سکتی ہے جب تربیت اولاد کی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھائے ماں کی آغوش وہ ابتدائی اور پہلا مدرسہ ہے جہاں سے بچوں کی فکری، علمی اور اخلاقی تربیت شروع ہو جاتی ہے۔ کسی شاعر نے اس کی کچھ اس طرح سے عکاسی کی ہے: سیرت فرزند از مہات جوہر صدق و صفا از امہات [2]۔ دوسری جگہ لکھا ہے: یہ کامیابیاں عزت یہ نام تم سے ہے خدا نے جو بھی دیا وہ مقام تم سے ہے۔ [3]

ماں اس چشمے کی طرح ہے جس سے زلال اور صاف پانی نکل کر موجودات کو زندگی فراہم کرتی ہے ماں کی آغوش سے تربیت شدہ بچے معاشرے میں آب زلال کی طرح پھیل ہو کر معاشرے کو فکری، علمی اور اخلاقی عروج اور ترقی کی طرف لے جاتے ہیں۔

امام حسن علیہ السلام کی جب معاویہ سے گفتگو ہوئی تو کچھ قابل غور نکات کی طرف آپ نے معاویہ کو مورد خطاب قرار دیتے ہوئے اشارہ فرمایا: معاویہ کا حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف منحرف ہونے کی وجہ اس کی ماں ہے ؛فرمایا: اے معاویہ تجھ میں اور مجھ فرق یہ ہے کہ تمہاری تربیت تمہاری ماں ہند اور نانی تثیلہ کے دامن میں ہوئی ہے جس کی وجہ سے ایسے نامناسب اعمال تجھ سے سرزد ہوتے ہیں جب کہ ہم خاندان اہل بیت کی سعادت اس تربیت کی وجہ سے ۔۔جو میری ماں فاطمہ اور نانی خدیجہ کی پاک آغوش میں پائی ہے۔امام خمینی کا فرمان ہے: عورت بھی انسان

---

[1] ۔ محمد بن یعقوب کلینی، اصول کافی، ج۵ ص۳۲۹؛ محمد بن حسن بن علی طوسی، الامالی (للطوسی)، ص۵۱۸۔

[2] ۔ محمد رفیق مغل، پاؤں تلے جنت، ناشر، فیض الاسلام پرنٹنگ پریس راولپنڈی، مارچ، ۲۰۱۴، ص۴۵۔

[3] ۔ وہی۔

ہے عظیم انسان، عورت معاشرے کے لئے مربی ہے عورتوں کے دامن سے بڑے بڑے انسان پیدا ہوتے ہیں معاشرے کی شقاوت اور سعادت میں عورتوں کا کردار ہے انسان سازی اور معاشرہ سازی عورتوں کی تربیت سے ہی وابستہ ہے۔اور عورتیں تمام خیرات اور سعادت کی جڑ ہیں۔[1]

۵۔ معاشرے کی بنیاد گزاری اور خواتین کی معماریت

معاشرہ انسانوں کے مجموعے سے بنتا ہے کہ جس میں مختلف افکار، عقائد، ثقافت اور اخلاق کی بنیادوں پر انسانوں کے درمیان تعلقات قائم ہوتے ہیں ہر کوئی معاشرے میں فردی یا اجتماعی کردار ادا کررہا ہوتا ہے اور اس کا یہ رول کسی فکر اور تہذیب کی ترجمانی کررہا ہوتا ہے معاشرہ خاندان سے اور خاندان مرد اور عورت سے مل کر بنتا ہے اگر معاشرے سے فیملی کا تصور نکال دیا جائے تو معاشرے کا شیرازہ بکھر جائے گا معاشرہ فکر و عمل، اخلاق اور ثقافت میں خاندان کا آئینہ ہے اور چونکہ ماؤں کو گھریلو زندگی میں ایک ماں اور بیوی ہونے کے ناطے اسلام نے جو اہمیت دی ہے اس کے پیش نظر ماں کی آغوش پہلی علمی اور عملی تربیت گاہ ہے جہاں انسان کی بنیاد بنتی ہے لہٰذا معاشرے میں قرآنی طرز زندگی کو زندہ کرنے میں خواتین کا جو بنیادی کردار ہے اس کی طرف قرآن نے نہایت ظرافت سے اشارہ کیا ہے (وَالْوالِداتُ يُرْضِعْنَ أَوْلادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كامِلَيْنِ لِمَنْ أَرادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضاعَةَ ۔۔)[2]؛ اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلائیں۔ صرف غذا دینا موضوعیت نہیں رکھتا ہے بلکہ دیکھنا ہوگا کیسی غذا کب اور کس کے ہاتھوں مل رہی ہے؟

حکم اولی یہ ہے کہ ماں کا دودھ ہی ہونا چاہئے اس لئے کہ بچے کی زندگی اسی غذا سے وابستہ ہے اس کی سعادت اور شقاوت اسی دودھ سے تعلق رکھتی ہے ماں کا دودھ وہ غذا ہے جس کا عملی تجربہ نفع اور نقصان کے اعتبار سے بچے سے پہلے ماں نے اپنے پر تجربہ کیا ہے یہ غذا ایک شفیق اور دلسوز ماں کے ذریعے بچے کے بدن میں منتقل ہوتی ہے ہمدرد اور شفیق ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ دودھ کا ہر قطرہ ماں کی نگاہ میں بچے کی جان کی طرح قیمتی اور حساس ہے اس کی دنیا اور آخرت اسی قطرے سے وابستہ ہے لہٰذا اس غذا کے تیار کرنے، بچے کے جسم میں منتقل ہونے اور اس کے مثبت اثرات مرتب ہونے تک ماں مضطرب رہتی ہے۔ماں ہر قطرہ دودھ کے ذریعے اپنے بچے کی فکری، علمی اور اخلاقی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے اس کی سعادت یا شقاوت کو اپنے ہاتھ لے رہی ہے اس بچے نے کل جاکر معاشرے کا ستون بننا ہے اور مختلف رول ادا کرنا ہے ایسے میں کیسے ممکن ہے کہ شیر خواری کے دوران وہ بچہ جس سے کل معاشرے کی بنیاد بن کر معاشرے میں بنیادی رول ادا کرنا ہے اسے ایسی غذا دے دی جائے جو زہریلی اور آلودہ ہو، شرم وحیا سے دور ہو محبتوں اور انسانیت سے خالی ہو؟

ماں معاشرے کی بنیادوں کی معمار ہے معاشرہ ساز افراد کی تربیت گاہوں کی مربی ماں ہے لہٰذا خدا نے اس حق کا حقدار اور صاحب حق صرف ماں کو قرار دیا تاکہ اس کی آغوش میں معاشرہ ساز انسانوں کی تربیت ہو جائے اور جڑیں پاکیزہ اور حلال دودھ سے سیراب اور مضبوط ہو جائے۔

انسان کا بدنی معنوی، فکری اور عملی رشد و کمال مکمل طور پر مقررہ غذا سے مربوط ہے اس کے وضعی اور معنوی اثرات انسان پر اثرانداز ہوتے ہیں لہٰذا قرآن میں اس مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے کہ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلى طَعَامِهِ[3]؛ پھر ذرا انسان اپنی خوراک کو دیکھے۔

پیغمبر خدا فرماتے ہیں:(اِياكمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوا الْحَمْقاءَ فَاِنَّ اللَّبَنَ ينْسِئُهُ عَلى ذلِک)۔[1] ماں کے دودھ کا مثبت اثر بچوں کی زندگی پر کیا ہے؟اس سلسلے میں آیا ہے کہ شیخ انصاری رحمت اللہ علیہ کہ جن کی حوزہ ہای علمیہ عرصہ دراز سے علمی محنتوں کے مرہوں منت ہیں ایک دن

---

[1]۔امام خمینی، صحیفہ نور، ج۶، ص۱۸۶۔

[2]۔بقرہ ۲۳۳۔

[3]۔عبس ۲۴۔

جب ماں کے حضور تذکرہ آیا تو ماں نے جواب میں کہا: یہ مقام جو شیخ کو نصیب ہوا ہے ان زحمتوں کے بدلے میں جنہیں میں نے اس راہ میں نے تحمل کیا ہے معمولا میں نے طہارت اور وضو کے بغیر دودھ نہیں پلایا۔[۲] اسی اہمیت کی طرف حدیث میں بھی اشارہ ہوا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:(مَا مِنْ لَبَنٍ يُرْضَعُ بِهِ الصَّبِيُّ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَيْهِ مِنْ لَبَنِ أُمِّه)؛[۳] ماں کے دودھ سے بڑھ کر کوئی چیز بچے کے لئے بابرکت نہیں ہوسکتی ہے۔

۶۔ لباس ہونا

«أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلى نِسَائكُمْ هن لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُم لِبَاسٌ لَّهُنَّ »؛[۴] تمہارے لیے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔

آیت مجیدہ میں محسوسات کے ذریعے خواتین کے معاشرے میں اجتماعی اور اخلاقی کردار کی طرف اشارہ ہوتا ہے خواتین کو لباس سے تشبیہ دی ہے جس میں وجہ تشبیہ واضح ہونے کے ناطے اشارہ نہیں کیا ہے۔ اگرچہ مختلف جہات سے مختلف تشابہات کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے لیکن اہم وجہ شبہات یہاں کیا ہوسکتی ہے ؟

لباس کا اہم کام ستر بننا ہے بدن یا بدن کا وہ حصہ جسے عام طور پر نمایاں کرنا خلاف مروت سمجھا جاتا ہے لباس کے ذریعے جب اسی کی عریانیت جب پوشیدہ کیا جائے تو وہ معاشرے میں قدم رکھنے کا قابل بنتا ہے جب تک عریانیت، پوشیدہ ہے تب تک پریشانی نہیں رہتی ہے لباس انسان کو شرمندگی سے بچاکر سربلندی دیتا ہے۔ تربیت یافتہ خواتین لباس کی مانند ہے جو فکری، علمی، نفسیاتی اور اخلاقی و اجتماعی اعتبار سے مرد کی عریانیت کو چھپانے میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔ لاشعوری اور کج فکری، عاقل انسان کے لئے فکری عریانیت ہے جو انسان کی سربلندی میں بڑی رکاوٹ ہے۔ عریانیت سے نکلنے کا مناسب پردہ شعور اور درست فکر ہے اور اس کمی کو پورا کرنے اور منفعت بخش بنانے میں خواتین کا کردار کسی پر مخفی نہیں ہے۔

اجتماعی اعتبار سے وہ انسان جو ڈرپوک اور ناامیدی کا شکار ہو وہ اس انسان کی طرح ہے جس کا بدن عریان ہو بزدلی، ناامیدی اور احساس کمتری وہ عریانیت ہے جو اجازت نہیں دیتا ہے کہ انسان اجتماعی زندگی میں کوئی اہم کردار ادا کرے خواتین لباس عریانیت بن کر انسانوں کو ناامیدی ،احساس کمتری اور بزدلی سے نکال کر ایک بہادر، امیدوار اور باغیور انسان میں تبدیل کرسکتی ہیں۔

اخلاقی جہت سے اخلاقی دنیا میں عریان انسان وہ ہے جس کی اخلاقی اقدار مرچکی ہوں۔ اخلاقی اقدرا کے ذریعے اس کی برہنگی منظر عام پر آنے سے پوشیدہ رکھی جاسکتی ہے لہٰذا ماؤں کی آغوش وہ پہلا مدرسہ ہے جہاں سے مختلف قسم کی عریانیت چھپانے کا بندوبست کیا جاسکتا ہے۔

لباس کا دوسرا اہم کام صاحب لباس کو بچانا اور اس کی حفاظت ہے۔ لہٰذا انسانی معاشرے میں شرایط زمان اور مکان کے پیش نظر لباس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ خواتین کا کام بھی انسانوں کو فکری، اخلاقی تربیتی اور اجتماعی نامناسب ہواؤں اور آندھیوں سے بچانا ہے جیسا کہ اس مطلب

---

[۱]۔ میرزا حسین نوری، مستدرک الوسائل، ج ۲، ص ۵۳۸۔

[۲]۔ مرتضی بن محمد امین انصاری، زندگانی و شخصیت شیخ انصاری، تاریخ نشر، ۸۴/۸/۱۶، قم، ص ۷۰۔

[۳]۔ محمد بن یعقوب کلینی، الکافی، ج ۶، ص ۴۰۔

[۴]۔ بقرہ، ۱۸۷۔

کی طرف قرآن نے بھی اشارہ کیا ہے لباس کی تعریف کرتے ہوئے تعیین مصداق کے عنوان سے جس لباس کی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے وہ تقوی کا لباس ہے «وَلِباسُ التَّقْوى ذلِکَ خَيْرٌ ذلِکَ مِنْ آياتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ـ ـ ـ»[1] جیسا کہ لغت کی کتابوں میں تقوی کے معنی بچانا اور حفاظت بیان ہوئے ہیں خواتین لباس تقوی بن کر خود بھی مسموم اور آلودہ ماحول سے بچی سکتی ہیں معاشرے کو بھی بچاسکتی ہیں۔جب تقوی کا لباس بن کر اپنا کردار ادا کرے تو «إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ»[2] تک رہنمائی کرسکتی ہیں۔ خواتین، انسانوں کے لئے لباس تقوی بن کر انہیں کرامت اور شرافت کی اعلی منزل تک پہنچاسکتی ہیں۔

لباس کا ایک قابل توجہ مقصد اس کے ذریعے صاحب لباس کی شناخت ہے اسی وجہ سے مختلف اداروں میں مخصوص لباس کی تعیین کی جاتی ہے تاکہ لباس پہچان کا ایک سبب بنے۔اگر بدن سے لباس کو ہٹادیا جائے یا تبدیل کیا جائے تو مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ خواتین کے ذریعے انسانوں کی شناخت ہوتی ہے اس لئے کہ آغوش وہ پرورشگاہ اور تربیت گاہ ہے جہاں سے عزت، رسوائی، سربلندی، پستی، شجاعت، بزدلی، امانت، خیانت، امنیت اور دہشتگردی کے مختلف لباس زیب تن کرکے مختلف کردار کے حامل افراد معاشرے میں قدم رکھتے ہیں۔

۷۔ بہترین شریک حیات

ایک اور کردار جو عورت ادا کرسکتی ہے وہ بیوی شریک حیات کا ہے جسے اسلامی ثقافت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اسلامی روایات میں "حسن تبعل" (اچھے شوہر داری کرنا) اتنا ہی قیمتی ہے جتنا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

دوسری طرف، مردوں کو ہمسر داری کا حکم دیا گیا ہے۔ (شخص خدا سے ملنا چاہتا ہے، اسے اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے)[3]۔

ایک مشہور کہاوت ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک مضبوط اور کامیاب عورت ہوتی ہے۔ ایک اچھی بیوی ایک ساتھ کامیاب زندگی گزارنے میں اپنے شوہر کی مدد کرتی ہے۔ مشترکہ زندگی میں عورت کا کردار بہت اہم اور اہم ہے۔ ایک اچھی بیوی مرد میں مثبت تبدیلی لاتی ہے۔

کسی بھی معاشرے کو بنانے کے لئے ہارڈ وئیر اور سافٹ وئیر دونوں کی ضرورت ہوتی ہےانسانی اور اسلامی تاریخ میں انقلاب کی بنیاد ڈالنے اور پھیلانے میں جتنا کائنات کا بے مثال وجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار ہے اتنا حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کا بھی کردار ہے آپ کی ذات نے ہارڈ وئیر اور سافٹ وئیر دونوں میدان میں وہ کردار پیش کیا جس سے دیکھ کر دنیا انگشت بہ دندان رہ گئی ایک طرف سے مال، جان، اور زہرا جیسی سیدہ نساء العالمین کو پیش کیا تو دوسری طرف سے بانی انقلاب کو فکری اور نفسیاتی طور پر آرام وسکون فراہم کیا ہمسر اور ماں بن کر وہ تربیتی اور اخلاقی نمونے پیش کئے جس کے نتیجے میں رہتی دنیاتک اسلام کی یہ عظیم تحریک، قرآن وسنت اور اس کے محافظین، عترت کی صورت میں قائم ہے۔

حضرت خدیجہ رسول خدا کے لئے بہترین ہمسفر اور شریک حیات تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمحضرت خدیجہ کو ایک خاص کیفیت کے ساتھ یاد کرتے تھے اس طرح سے یاد کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ کو اس بات کا علم تھا کہ انسانی تاریخ کی بے مثال معاشرہ سازی کی تحریک کے آگے بڑھنے میں جو حضرت خدیجہ کا کردار نمایاں تھا وہ ان کے بعد ناقابل جبران ہے ام سلمہ فرماتی ہے :

---

[1] ۔اعراف، ۲۶۔

[2] ۔حجرات، ۱۳۔

[3] ۔حر عاملی، محمد حسن، وسائل الشیعہ، قم، مؤسسہ ی آل البیت، چاپ اول، ۱۳۶۲، ص ۲۵۱۔

(فلماذکرناخدیجۂ بکی رسول اللہ ثم قال: خدیجۂ وأین مثل خدیجۂ، صدقتنی حین کذَّبنی الناس ووازرتنی علی دین اللہ و أعانتنی علیہ بما لھا) [1].؛جب بھی ہم حضرت خدیجہ کو یاد کرتے تھے تو رسول خدا روتے ہوئے فرماتے تھے: خدیجہ، کہاں ہے خدیجہ کی طرح؟ خدیجہ وہ ہے جس نے میری اس حالت میں تصدیق کی جب سب مجھے جھٹلارہے تھے اور جب سب چھوڑ رہے تھے تو ایسے میں خدیجہ نے اپنے مال سے میری مدد کی۔

۸۔ پرورشگاہ اور تربیت گاہ

اسلام میں خواتین کا کردار ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جو خاندان کے لئے بنیادی اور اساسی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ ایک گھر اور خاندان کی سعادت و شقاوت اور اولاد کی شخصیت، عورت کے اعمال و کردار سے متاثر ہوتی ہے ماں کی آغوش اولاد کے لئے ایک بہترین تربیت گاہ بن سکتی ہے عورت ماں کی حیثیت سے معاشرے میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے۔

زہرا سلام اللہ علیہا کے نور قدسی کی پرورش اور تربیت کی خاطر نگاہ قدسی کو جناب خدیجہ کے علاوہ کائنات میں کوئی دوسری خاتون نظر نہ آئی کہ اس پاک رحم میں جناب زہرا مرضیہ سلام اللہ علیہا کے مادی مراحل کے رشد پانے کا سلسلہ انجام پائے اور سنت الہی کے مراحل طے کرنے کے بعد معاشرے میں قدم رکھے تاکہ بعد میں ایک بیٹی، بیوی اور ماں کی حیثیت سے معاشرے میں نمایاں کردار ادا کرے حضرت خدیجہ کی آغوش کو تربیت گاہ بننے کی توفیق ہوئی کہ جہاں حضرت زہرا کی تربیت ہو جائے اور ان کے توسط سے معاشرے میں ایسے پاک، معصوم اور تربیت یافتہ ہستیاں قدم رکھیں جن کے ہاتھوں قیامت تک کے لئے معاشرہ سازی کی باگ ڈور ہو۔ قرآنی طرز زندگی کے تحقق میں خواتین کے کردار کے ثبوت کے لئے صرف حضرت خدیجہ سلام اللہ کی زندگی کافی اور بہترین نمونہ ہے۔

وجود حضرت خدیجہ باعث بنتا ہے کہ ایک طرف سے رسالت الہی کی تصدیق اور حمایت کرے تاکہ دین کی تاسیس اور تشہیر ہو جائے تو دوسری طرف سے دین اور تعلیمات دین کو ابدیت بخشنے اور دشمنوں کی دشمنیوں سے بچانے کے لئے مدافعان اور محافظان دین الہی کا بندوبست وجود زہرا اور اولاد زہرا کے ذریعے کرے۔ لہٰذا کائنات میں مشکاۃ الہی کے لئے شایستہ زجاجہ، زہرا مرضیہ کے لئے ماں بننے اور آپ کے بطن سے آسمان ہدایت پر چمکنے والے روشن ستارے معاشرے کو تحویل دینے کا کردار ادا کرتی ہیں۔

۹۔ عملی نمونہ

کسی کا عملی نمونہ بننے کا لازمہ یہ ہے کہ وہ فردی اعتبار سے علمی اور عملی مراحل طے کر لیا ہو اور اس شعبے سے مربوط علمی اور عملی نقائص اس سے دور ہوں وگرنہ عملی نمونے کے تقاضے پورا نہ ہونے سے غرض حاصل نہیں ہوگا۔ ہر میدان میں بحسبہ عملی نمونہ دیکھا جاتا ہے ایسے میں اگر کوئی اسلامی نقطہ نگاہ سے علمی اور عملی میدان میں جہانی اور ابدی طور پر تمام انسانوں کے لئے نمونے کے طور پر پہچانا جائے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ہستی عملی میدان میں معاشرے میں علمی اور عملی کردار ادا کر سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن نے حضرت محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ اور

---

[1]۔ ابوالحسن علی بن عیسی بن ابی الفتح اربلی، کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (ط-القدیمۃ) / ج۱ / ۳۶۰ .

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں گواہی دیا ہے۔«لَقَدْ كانَ لَكُمْ فی رَسولِ اللَّهِ أُسوَةٌ حَسنَةٌ» [1]؛بتحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے۔(قد كاانَت لَكُمْ أُسوَةٌ حَسنَةٌ فی إِبْرَهِيمَ وَ الَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمهِمْ إِنَّا بُرَءؤُا مِنكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ) ؛[2] تم لوگوں کے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے جب ان سب نے اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے اور ان خداؤں سے جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہوں ان سب سے بیزار ہیں۔

اگر تاریخ کا جائزہ لے تو مختلف اقوام میں کچھ خواتین ایسی ہیں جنھوں اسلام کے احکام اور دستورات پر عمل کرتے ہوئے ایک اچھی زندگی بنائی اور ان کی زندگی دوسری خواتین کے لیے بہترین نمونہیں۔قرآن پاک اور روایات معصومینؑ میں ان خواتین کا تذکرہ موجود ہے یہ پاکدامن خواتین نہ فقط خواتین کے لیے بلکہ پوری بشریت اور انسانیت کے لیے ایک الہی اسوہ ہیں۔ اس مقالہ میں بعض کے حالات اختصار کے ساتھ ذکر ہوگا۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا رسول خدا اور حضرت خدیجہ کی بیٹی ، امیر المومنین حضرت علیؑ کے شریک حیات ہیں آپ کے القاب میں سے مشہور ترین القاب بتول، سیدۃ نساء العالمین اور اُمّ اَبیہا ہیں۔ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا کردار اور عظمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ پروردگار عالم نے آپ کو ایسے خصوصیات عنایت کی ہے کہ جن میں نہ کوئی اولین میں سے کوئی آپ کے ساتھ شریک ہے اور نہ آخرین میں سے کوئی شریک ہے۔ مالک کائنات نے آپ کو آیہ تطہیر کا محور اور مصداق بنایا۔حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا آیۂ تطہیر کے مصادیق میں سے ایک ہونے کی حیثیت سے عصمت کے مقام پر فائز ہیں۔[3] اس آیت کے مطابق خداوند عالم نے اہل بیتؑ کو ہر قسم کی برائی اور نجاست سے پاک اور منزہ رکھنے کا ارادہ فرمایا ہے۔[4]

اور مباہلہ میں آپ کو گواہ صداقت پیامبر ﷺ قرار دیا تھا اسی طرح آپ کے مودت کو اجر رسالت قرار دیا ہے۔ اگرچہ قرآن کریم نے عالم اسلام کی اس عظیم خاتون کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن بعض آیات ایسی ہیں جو مفسرین کے نزدیک حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں ہیں۔

«إِنَّا أَعْطَيْناکَ الْكَوْثَرَ- فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرَ-إِنَّ شانِئَکَ هُوَ الْأَبْتَرُ»[5]؛ بیشک ہم نے ہی آپ کو کوثر عطا فرمایا۔لہذا آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔ یقینا آپ کا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔اس سورہ میں خداوند عالم نے دشمنوں کی باتوں کی نفی کرتے ہوئے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے اور آپ کا دشمن ابتر ہے۔ یہ بی بی، رسولِ دو عالم کے لئے خیر کثیر ہے۔یعنی یہ فقط ایک بیٹی نہیں ہے بلکہ یہ بیٹی کے قالب میں اللہ کی طرف سے رسول ﷺ کو خیر کثیر عطا کیا گیا ہے اور اس خیر کثیر کے ذریعے رسول ﷺ کو طعنے دینے والوں کا منہ بند کیا گیا ہے۔

صدر اسلام کی مسلمان خواتین میں سے حضرت فاطمہؑ وہ اکیلی خاتون ہیں جنہیں پیغمبر اکرمؐ نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کیلئے انتخاب فرمایا تھا۔ یہ واقعہ قرآن مجید کی آیۂ مباہلہ میں ذکر ہوا ہے۔ «فَمَنْ حَاجَّکَ فيهِ مِنْ بَعْدِ ما جاءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعالَوْا نَدْعُ أَبْناءَنا وَ أَبْناءَكُمْ وَ نِساءَنا وَ نِساءَكُمْ وَ أَنْفُسَنا وَ أَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكاذِبينَ»[6]

---

[1] ۔احزاب، ۲۱۔

[2] ۔ممتحنہ، ۴۔

[3] ۔سید مرتضی، الشافی فی الامامۃ، ۱۴۱۰ھ، ج۴، ص۹۵؛ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ۱۳۷۶ھ، ج۳، ص۱۱۲۔

[4] ۔سورہ احزاب، آیہ ۳۳۔

[5] ۔کوثر، ۱-۳۔

[6] ۔آل عمران، ۶۱۔

آپ کے پاس علم آجانے کے بعد بھی اگر یہ لوگ (عیسیٰ کے بارے میں) آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہدیں: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی بیٹیوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنی بیٹیوں کو بلاؤ، ہم اپنے نفسوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ، پھر دونوں فریق اللہ سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

تفسیری، روائی اور تاریخی مصادر کی روشنی میں آیت مباہلہ اہل بیت پیغمبرؐ کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے۔[1] کہا جاتا ہے کہ فاطمہؑ، امام علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ اس واقعے میں پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ مباہلے کیلئے گئے اور ان اشخاص کے علاوہ پیغمبر اکرمؐ نے کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں لیا۔[2] جب یمن میں نجران کے علاقے کے رہنے والے عیسائیوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور پیغمبر اسلام سے کہا کہ آیئے ہم آپس میں مباہلہ کرتے ہیں، یعنی جھوٹوں پر لعنت کریں گے جو جھوٹا ہو گا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا، اس کے بعد اللہ نے بھی اپنے حبیبؐ کو مباہلے کا حکم دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے «ابناء نا» ہمارے بیٹوں کی جگہ فقط امام حسنؑ اور امام حسنؑ کو ساتھ لیا اور «نساء نا» ہماری خواتین کی جگہ صرف حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو ہمراہ لیا اور «انفسنا» ہمارے نفوس کی جگہ صرف اور صرف حضرت علیؑ کو اپنے ساتھ لیا۔[3]

حضرت فاطمہ الزہراؑ نے اسلام کے دفاع کے لئے غیر مسلم دشمنوں کا بھی سامنا کیا اور میدان مباہلہ میں اسلام کے دشمن سر جھکا کر واپس پلٹ گئے۔ حضرت فاطمہ الزہراؑ جس طرح مباہلے کے روز اسلام کی حفاظت کے لئے گھر سے نکلی تھیں اُسی طرح پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد اپنے موقف کو بیان کرنے کے لئے گھر سے نکلیں اور اسلام کا دفاع کیا اگر عالم اسلام کی خواتین حضرت فاطمہ الزہراؑ سلام اللہ علیہا کو نمونہ عمل سمجھ کر ان کی اطاعت میں اسلام کا دفاع کریں تو آج بھی معاشرے سے بدعات و انحرافات اور خرافات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا قرب حاصل کرنے میں جنسیت کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور خواتین نازک حالات میں دشمن کے مقابلے میں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہو کر اسلامی اہداف کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔

حضرت مریم

قرآن نے جہاں صاحبان عزم انبیاء کو معاشرے کے لئے رہتی دنیا تک نمونہ عمل قرار دیا ہے وہاں چند خواتین کو بھی نمونے کے طور پر پیش کیا ہے حضرت مریم سلام اللہ علیہا انسانی تہذیب و تمدن اور اخلاقی اقدار سے بے خبر معاشرے میں پروان چڑھنے کے باوجود نہ فقط علمی اور عملی دنیا میں پاک دامن رہی بلکہ اسی معاشرے کو مادی اور معنوی پاکیزہ لباس سے آراستہ کرانے کے لئے نبی خدا کی تربیت کی ذمہ داری بھی قبول کرلی۔ چنانچہ ماں کی علمی اور عملی تربیت کا اثر عیسی نبی سلام اللہ علیہ علمی اور عملی معراج کو پہنچے اور صاحب عزم نبی بن کر طاغوتی معاشرے کو حق و حقیقت پاکیزگی اور معنویت کا راستہ دکھانے میں نمایاں کردار ادا کیا حضرت مریم کی علمی اور عملی تربیت کو سراہتے ہوئے قرآن وحی کے الفاظ ان کا قصیدہ پڑھ رہا ہے۔(وَ إِذْ قالَتِ الْمَلائِكَةُ يا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفاكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفاكِ)۔[4] ؛اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم بیشک اللہ نے تمہیں برگزیدہ کیا ہے اور تمہیں پاکیزہ اور دنیا کی تمام عورتوں پر برتر قرار دیا ہے۔

(وَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً لِلَّذينَ آمَنُوا ..وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرانَ الَّتي أَحْصَنَتْ فَرْجَها) [5] ؛ اور مریم بنت عمران کو بھی (اللہ مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔ شیعہ اور اہل سنت احادیث میں حضرت مریم کا نام حضرت فاطمہ زہرا، حضرت خدیجہ اور حضرت آسیہ کے ساتھ چار بہشتی برگزیدہ خواتین میں ذکر کیا گیا ہے۔[1]

---

[1] ۔ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱۴۱۲ھ، ج۱، ص۳۷۹؛ بلاغی، حجۃ التفاسیر و بلاغ الاکسیر، ۱۳۸۶ھ، ج۱، ص۲۶۸؛ ترمذی، سنن الترمذی، ۱۴۰۳ھ، ج۴، ص۲۹۳ و ۲۹۴۔

[2] ۔ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ۱۳۸۵ شمسی، ج۲، ص۲۹۳۔

[3] ۔زمخشری، تفسیر الکشاف،، ج۱، ص۳۶۸۔

[4] ۔آل عمران، ۴۲۔

[5] ۔ تحریم، ۱۲۔

حضرت آسیہ

مثبت کردار ادا کرنے کے لئے مثبت اور پاکیزہ ماحول کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بسا اوقات انسان اپنی صلاحیت اور استعداد کو بروئے کار لاتے ہوئے غیر مہذب اور آلودہ ماحول کو بھی مثبت اور پاکیزہ بنادیتا ہے حضرت آسیہ نے صنف نسوانیت سے ہونے ،ظالم اور جابر بادشاہ کے غیر اسلامی وغیر انسانی دربار میں وابستگی کے باوجود نہ فقط فردی طور پر تربیتی اور اخلاقی زندگی پر ماحول کو اثرانداز ہونے دیا بلکہ قیامت تک کے انسانوں کے لئے عملی نمونہ بن کر قرآنی مثال بن جاتی ہیں۔

«وَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً لِلَّذينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قالَتْ رَبِّ ابْنِ لی عِنْدَکَ بَيْتاً فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنی مِنْ فِرْعَوْنَ»[۲]

مفسرین نے امراۃفرعون سے جو قرآن میں دو بار ذکر ہوا ہے، مراد آسیہ کو لیا ہے۔ سورہ قصص کی نویں آیت کے مطابق، جس وقت حضرت موسی کو دریا سے نکالا گیا آسیہ وہاں موجود تھیں اور انہوں نے فرعون کو رغبت دلائی کہ وہ حضرت موسی کو زندہ رکھے۔[۳]

اسی طرح سے سورہ تحریم کی گیارہویں آیت میں آسیہ کو ان خواتین کے مقابل میں جن میں حضرت نوح و حضرت لوط کی بیگمات شامل ہیں جو نوح ولوط جیسے نبیوں کی بیویاں اور ان کی صحبت میں ہونے کے باوجود کفر کی مرتکب ہوئیں، آسیہ کو نیکی کے ساتھ مثَل کے عنوان سے یاد کیا ہے۔[۴]

حضرت فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا

فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا، امام علی (ع) کی والدہ ماجدہ اور ابو طالب علیہ السلام کی زوجہ تھیں آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت ہرم بن رواحہ ہے۔[۵] رسول اللہ (ص) ایام طفولت میں جب والدین اور جد امجد حضرت عبدالمطلب کے سایے سے محروم ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۸ سال کی عمر سے اپنے چچا حضرت ابو طالب کی سرپرستی حاصل ہوئی۔[۶] فاطمہ بنت اسد ابو طالب کی زوجہ ہونے کے ناطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی میں شریک تھیں۔ پیغمبر اکرم (ص) کی نسبت فاطمہ بنت اسد کی مہربانی اور شفقت اس حد تک تھی کہ جب ان کا انتقال ہوا تو آنحضور (ص) نے فرمایا: (آج میری ماں رحلت کر گئیں)۔[۷]

پیامبر اسلام جب تبلیغ رسالت کے لیے کوہ صفاہ پر کھڑا ہو کے لوگوں سے بیعت لیے تو بیعت کے لئے آپ (ص) کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اسی وقت سورہ ممتحنہ کی یہ آیت نازل ہوئی [۸] «يَا أَيُّهَا النَّبِیُّ إِذَا جَاءکَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَکَ عَلَى أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّهِ شَيْئاً وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَکَ فِی مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّهَ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ» [۹] ؛اے نبی جب مومنہ عورتیں اس بات پر آپ سے بیعت کرنے آپ کے پاس آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور

---

[۱]۔ابن عبدالبر، الاستیعاب، (۱۴۱۲ق.)، ج۴، ص۱۸۲۳؛ مجلسی، بحارالأنوار، (۱۴۰۳ق)، ج۸، ص۱۷۸۔

[۲]۔ تحریم، ۱۱۔

[۳]۔ قمی، تفسیر قمی، ۱۴۰۴ق، ج۲، ص۱۳۵۔

[۴]۔طباطبائی، المیزان، ۱۳۷۴ش، ج۱۹، ص۳۴۴۔

[۵]۔ مجلسی، بحارالانوار، ج۳۵، ص۱۸۱۔

[۶]۔ شہیدی، تاریخ تحلیلی اسلام، صص۳۷-۳۸۔

[۷]۔یعقوبی، ترجمہ تاریخ یعقوبی، صص۳۶۸-۳۶۹؛ آیتی، تاریخ پیامبر اسلام، ص۴۹۔

[۸]۔طباطبائی، المیزان، ج۱۹، ص۲۴۶۔

[۹]۔ممتحنہ، ۱۲۔

نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان (غیر قانونی اولاد) گھڑ کر (شوہر کے ذمے ڈالنے) لائیں گی اور نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں، اللہ یقینا بخشنے والا، مہربان ہے۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں: "فاطمہ بنت اسد پہلی خاتون تھیں جنہوں نے پیغمبر (ص) کے ہاتھ پر بیعت کی[1] ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت فاطمہ بنت اسد کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[2] اس باکردار مومنہ کے بارے میں امام صادقؑ فرماتے ہیں: «امیر المؤمنینؑ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد پہلی خاتون تھیں جنہوں نے پائے پیادہ مکہ سے مدینہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ وہ رسول اللہ (ص) کی نسبت نیک سیرت ترین خاتون تھیں۔»[3]

[1] ۔ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج۱، ص ۱۴۔
[2] ۔ ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، ص ۱۰۔
[3] ۔ کلینی، الکافی، ج۱، ص ۴۲۲۔

نتیجہ:

خواتین کے لئے اسلام نے مقام بھی دیا ہے اور ذمہ داری بھی۔ ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ معاشرے میں تربیت اور معاشرہ سازی میں علمی ، فکری اور اخلاقی کردار ادا کرتے ہوئے قرآنی طرز زندگی کے حصول کو عملی صورت دے دی جائے اور ان کی تربیت کے نتیجے میں معاشرہ منہ بولتا عملی قرآن بن جائے لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب خواتین کے لئے مواقع اور وسائل دے اوران کے سامنے سے موانع ہٹادیئے جائیں اس تحقیق کے مختصر نتائج درج ذیل ہیں :

قرآنی متعدد آیات میں خواتین کا تذکرہ ہوا ہے اور صاحبان عزم اور عظیم ہستیوں کے تذکرے کے ساتھ خواتین کا تذکرہ ہوا ہے ان بے مثال ہستیوں کے ضمن میں خواتین کا تذکرہ کیا جانا ان کی عظیم حیثیت اور اونچی منزلت کی واضح دلیل ہے۔

اللہ نے خواتین کو جس مقام اور منزلت سے نوازا ہے اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ معنوی کمالات اور درجات کے حصول میں مرد اور عورت دونوں صفات الٰہی کے مظہر بن سکتے ہیں۔ اللہ نے خواتین کو ایک انسانی اور رحمانی مقام عطا کیا ہے وہ ماں کی منزلت ہے۔

اسلامی تعلیمات میں خواتین کے لئے دو مطلب سامنے آتے ہیں: ا۔ اسلام کا خواتین کے لئے خاص مقام کا قائل ہونا۔ ۲۔ خواتین کے لئے اہم کردار کا حاصل ہونا۔

معاشرے کی شقاوت اور سعادت میں عورتوں کا کردار ہے۔ انسان سازی اور معاشرہ سازی عورتوں کی تربیت سے ہی وابستہ ہے۔ خواتین مردوں کے لئے باعث سکون اور طمانیت قلبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی آیات میں عورتوں کو باعث تسکین قرار دیا ہے۔ خواتین، معاشرتی زندگی کو تحقق بخشنے کے ساتھ تعلیمات دین کی تکمیل، ایمان اور عبادت کی بلندیوں تک پہنچنے میں اہم مثبت کردار ادا سکتی ہیں۔

معاشرے کی بنیاد گزاری اور معماریت میں خواتین کا کردار ہے۔ خواتین کو گھریلو زندگی میں ایک ماں اور بیوی ہونے کے ناطے اسلام نے جو اہمیت دی ہے اس کے پیش نظر ماں کی آغوش پہلی علمی اور عملی تربیت گاہ ہے جہاں انسان کی بنیاد بنتی ہے لہٰذا معاشرے میں قرآنی طرز زندگی کو زندہ کرنے میں خواتین کا بنیادی کردار ہے۔

تربیت یافتہ خواتین لباس کی مانند ہے جو فکری، علمی، نفسیاتی اور اخلاقی واجتماعی اعتبار سے مرد کی عریانیت کو چھپانے میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔ لاشعوری اور کج فکری، عاقل انسان کے لئے فکری عریانیت ہے جو انسان کی سربلندی میں بڑی رکاوٹ ہے۔ عریانیت سے نکلنے کا مناسب پردہ شعور اور درست فکر ہے اور اس کمی کو پورا کرنے اور منفعت بخش بنانے میں خواتین کا کردار ہے۔

ایک اور کردار جو عورت ادا کر سکتی ہے وہ بیوی شریک حیات کا ہے جسے اسلامی ثقافت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ قرآن پاک اور روایات معصومین میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت مریم، حضرت آسیہ، ، حضرت فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا جیسی پاکیزہ خواتین کا تذکرہ موجود ہے۔ یہ پاکدامن خواتین نہ فقط صنف نسوانیت کے لیے بلکہ پوری بشریت اور انسانیت کے لیے ایک الٰہی اسوہ ہیں۔

فہرست منابع:

قرآن کریم

۱. ابن ابی الحدید، عبد الحمید بن ہبہ اللہ، شرح نہج البلاغہ، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، دار إحیاء الکتب العربیہ، ۱۳۷۸ ہجری قمری۔

۲. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، بیروت، دار الصادر، ۱۳۸۵ھ۔

۳. ابن جوزی، یوسف بن قزاوغلی، تذکرۃ الخواص، مکتبہ الثقافۃ الدینیۃ، قاہرہ۔

۴. ابن شہر آشوب، محمد بن علی، مناقب آل ابی طالب، گروہی از اساتید نجف اشرف، النجف الاشرف، المکتبۃ الحیدریۃ، ۱۳۷۶ھ۔

۵. ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، تحقیق علی محمد البجاوی، بیروت، دار الجیل، ۱۴۱۲ق۔

۶. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۴۱۲ھ۔

۷. اربلی، علی بن عیسی، کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ، بیروت، دار الاضواء، ۱۴۰۵ھ۔

۸. انصاری، مرتضی بن محمد، زندگانی و شخصیت شیخ انصاری، قم، فارس الحجاز، چ۱، ۱۳۸۴ش۔

۹. آیتی، محمد ابراہیم، تاریخ پیامبر اسلام، تجدید نظر و اضافات: ابو القاسم گرجی، تہران: انتشارات دانشگاہ تہران، ۱۳۷۸ ہجری شمسی۔

۱۰. بلاغی، سید عبد الحجۃ، حجۃ التفاسیر و بلاغ الاکسیر، قم، انتشارات حکمت، ۱۳۸۶ھ۔

۱۱. ترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، تحقیق عبد الوہاب عبد اللطیف، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۳ھ۔

۱۲. التمیمی الآمدی، الشیخ عبد الواحد بن محمد، تصنیف غرر الحکم و درر الکلم، قم—ایران، مکتب الاعلام الاسلامی۔

۱۳. حر عاملی، محمد حسن، وسائل الشیعہ، قم، مؤسسہ ی آل البیت، چاپ اول، ۱۳۶۶۔

۱۴. حسینی، میرزا محمد باقر، تأثیر غذا در جسم و جان انسان، ناشر منطق، چ۱، ۱۳۷۳۔

۱۵. خمینی، روح اللہ، صحیفہ نور، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی (رہ)، ۱۳۸۹ ہجری شمسی۔

۱۶. زمخشری، محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، بیروت، دار الکتب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۱۷. سید مرتضی، علی بن حسین، الشافی فی الامامۃ، تحقیق سید عبد الزہرا حسینی، قم، انتشارات اسماعیلیان، ۱۴۱۰ھ۔

۱۸. شریف رضی، محمد بن حسین، نہج البلاغہ، قم—ایران، مشہور، ۱۳۷۹ بی چا، ہجری شمسی۔

۱۹. شہیدی، سید جعفر، تاریخ تحلیلی اسلام، تہرانٹ مرکز نشر دانشگاہی، ۱۳۹۰ ہجری شمسی۔

۲۰. طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، ترجمہ سید محمد باقر موسوی ہمدانی، قم، دفتر انتشارات اسلامی، ۱۳۷۴ش۔

۲۱. طباطبایی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، قم، اسماعیلیان، ۱۳۷۱ ہجری شمسی۔

۲۲. طوسی، محمد بن حسن بن علی، الأمالی (للطوسی)، قم، دار الثقافۃ، چ۱، ۱۴۱۴ق۔

۲۳. قمی، علی بن ابراہیم، تفسیر القمی، تصحیح طیب موسوی جزایری، قم، دار الکتاب، ۱۴۰۴ق۔

۲۴. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، تحقیق علی اکبر غفاری، تہران، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۶۳ شمسی۔

۲۵. مجلسی، محمد باقر، ملاذ الاخیار فی فہم تہذیب الاخبار، قم، کتابخانہ آیہ اللہ مرعشی نجفی، چ۱، ۱۴۰۶ق۔

۲۶. مجلسی، محمد باقر، بحار الأنوار، بیروت، دار إحیاء التراث العربی، ۱۴۰۳ق۔

۲۷. محمد رفیق مغل، پاؤں تلے جنت، نفیض الاسلام پرنٹنگ پریس راولپنڈی، مارچ، ۲۰۱۴۔

۲۸. مظاہری، حسین، تربیت فرزند از نظر اسلام، انتشارات امیر کبیر، تہران—ایران۔

۲۹. نوری، میرزا حسین، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، قم، موسسۃ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث، چ ۲، ۱۳۶۸۔
۳۰. یعقوبی، احمد بن اسحاق، تاریخ یعقوبی، بیروت، دار صادر، بی تا۔